قرآن مجید اور سیرت نبوی ﷺ میں ماحولیاتی امانت و توازن کا تصور عصر حاضر کے موسمیاتی بحران کے تناظر میں ایک تحقیقی مطالعہ

SHAFAAT ALI
Lecturer Riphah International university Islamabad
Email: shafaatalifaizi25@gmail.com

ALLAH DITTA
Lecturer, Department of Research and publication,
Jamia Muhammadi Sharif Chiniot
Email: allahditta.bsud000019@student.iiu.edu.pk

Ali, Shafaat,Allah Ditta

قرآن مجید اور سیرت نبوی ﷺ میں ماحولیاتی امانت و توازن کا تصور عصر حاضر کے موسمیاتی بحران کے تناظر میں ایک تحقیقی مطالعہ

Al-Raheeq International Research Journal Vol 5, Issue 1 (June 30, 2026). Pg. No: 01-25

Journal	Al-Raheeq International Research Journal
Journal homepage	https://alraheeqirj.com
Publisher	Al-Madni Research Centre
License:	Copyright c 2023 NC-SA 4.0 www.alraheeqirj.com
Published online:	2026-06-30
ISSN No:	
Print version:	2959-7005
Online version:	2959-7013

Open Access

CC BY NC SA

قرآن مجید اور سیرت نبوی ﷺ میں ماحولیاتی امانت و توازن کا تصور عصر حاضر کے موسمیاتی بحران کے تناظر میں ایک تحقیقی مطالعہ

The Concept of Environmental Trust & Balance in the Quran and the Sunnah of Prophet Muhammad (SAW) A Research Study in the Context of the Contemporary Climate Crisis

Abstract

Human beings have been appointed as vicegerents on earth by Allah, and natural resources have been given as a trust. However, industrial development, irresponsible consumption, and growing consumerism have led to environmental pollution, climate change, water scarcity, and smog problems. The Quran presents the environment not only as a scientific concern but also as a moral and spiritual responsibility, prohibiting corruption on earth, wastefulness, and extravagance, while encouraging moderation, gratitude, and contentment.

The life of Muhammad provides practical examples of

environmental protection. He emphasized the protection of trees, kindness to animals, avoiding water wastage, and considered cleanliness as part of faith. According to Islamic teachings, the earth is an amanah (trust), and its protection is a religious and ethical duty of humanity. Sustainable solutions to environmental crises are possible through the guidance of Quranic principles and the prophetic model.

Keywords: The Holy Quran, environmental challenges, stewardship, natural resources, environmental ethics, pollution, water, tree plantation, natural resources, cloudburst, Seerah of the Prophet (PBUH).

قرآن و سیرت النبی ﷺ میں ماحولیاتی توازن کا تصور

ماحولیاتی توازن انسانی زندگی کی بقا کے لیے ناگزیر ہے اکیسویں صدی میں ماحولیاتی بحران ایک عالمی چیلنج بن چکا ہے جس کے اثرات انسانی صحت، معیشت، خوراک اور سماجی استحکام پر واضح طور پر محسوس کیے جا رہے ہیں جدید صنعتی ترقی، غیر ضروری صارفیت اور قدرتی وسائل کے بے دریغ استعمال نے فطرت کے نظام کو شدید نقصان پہنچایا ہے اس تناظر میں رہنمائی کے لیے بنیادی ماخذ قرآن مجید ہے جو انسان کو فطرت کے ساتھ متوازن اور اخلاقی تعلق قائم رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔

اسلامی تصور کے مطابق انسان کو زمین پر خلیفہ بنایا گیا ہے خلافت کا مطلب اقتدار اور تسلط نہیں بلکہ امانت، ذمہ داری اور جواب دہی ہے انسان فطرت کا مالک نہیں بلکہ اس کا امین ہے، اس لیے قدرتی وسائل کا بے جا استحصال قرآنی تصور خلافت کے منافی ہے قرآن مجید انسان کو زمین میں فساد پھیلانے سے منع کرتا ہے اور اصلاح و اعتدال کا حکم دیتا ہے، جس کا اطلاق ماحولیاتی تحفظ پر بھی ہوتا ہے۔

آج فضائی آلودگی، صنعتی دھواں، کیمیائی فضلات، سموگ، آلودہ پانی، پلاسٹک کا بے جا استعمال، جنگلات کی کٹائی، گلیشیئرز کا پگھلاؤ اور جنگی ہتھیاروں کے منفی اثرات ماحول کے لیے سنگین خطرہ بن چکے ہیں درختوں کی کٹائی ماحولیاتی نظام کو متاثر کرتی ہے کیونکہ درخت کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کر کے آکسیجن فراہم کرتے ہیں اور زمین کے درجۂ حرارت کو متوازن رکھتے ہیں اس طرح ماحولیاتی اخلاقیات انسان اور کائنات کے باہمی ربط کو واضح کرتی ہے۔

اس مسئلے کے حل کے لیے محض حکومتی یا عالمی اداروں کی کوششیں کافی نہیں بلکہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر شعور بیدار کرنا ضروری ہے، سیرت النبی ﷺ ہمیں صفائی، اعتدال، درخت لگانے اور زمین کو نقصان سے بچانے کی تعلیم دیتی ہے، آپ ﷺ نے راستوں سے تکلیف دہ چیز ہٹانے اور پودا لگانے کو صدقہ قرار دے کر ماحول دوستی کا عملی تصور پیش فرمایا۔

لہٰذا اگر ہم قرآن و سیرت کی تعلیمات کو عملی زندگی کا حصہ بنائیں تو ماحولیاتی تحفظ صرف ایک سائنسی ضرورت نہیں بلکہ ایک دینی اور اخلاقی فریضہ بن جاتا ہے، جس سے انسانیت اور کائنات دونوں کی بقا ممکن ہو سکتی ہے۔

قرآن کی روشنی میں ماحولیاتی اخلاقیات

کائناتی توازن اور تصور میزان

قرآن حکیم میں کائناتی توازن اور میزان کا تصور ایک جامع فکری و اخلاقی نظام پیش کرتا ہے ماحولیاتی مسائل اور موسمیاتی تبدیلی دراصل اسی میزان سے انحراف کا نتیجہ ہیں اگر انسان قرآنی اصول اعتدال اور توازن کو اپنا لے تو نہ صرف ماحولیاتی بحران کم ہو سکتے ہیں بلکہ ایک پائیدار اور متوازن عالمی نظام کی تشکیل ممکن ہے۔

قرآن حکیم میں بارہا یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ ہر شے ایک مخصوص میزان کے تحت تخلیق کی گئی ہے یہ توازن نہ صرف زمین اور فلک میں موجود مظاہرِ فطرت میں نظر آتا ہے بلکہ انسانی زندگی اور معاشرتی انصاف میں بھی اس کا اثر نمایاں ہے انسانی لالچ اور تجاوزات اس نظام میں خلل ڈال سکتی ہیں، جس کے نتیجے میں موسمیاتی تبدیلیاں، قدرتی آفات، اور ماحولیاتی مسائل پیدا ہوتے ہیں اور قرآن حکیم کائنات کو توازن پر قائم نظام قرار دیتا ہے ارشاد فرمایا

وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ[1]

اور آسمان کو اسی نے بلند کر دیا اور ترازو قائم کی تاکہ تم تولنے میں زیادتی نہ کرو۔

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ أَرْضٍ وَاحِدَةٍ[2]

اور وہی ہے جس نے تمہیں ایک ہی زمین سے پیدا کیا۔

زمین اور اس کی پیداوار بھی ایک مقررہ میزان کے تحت ہیں انسانی تجاوزات جیسے غیر ضروری فصلیں لگانا یا قدرتی وسائل کی حد سے زیادہ استعمال، خوراک کی کمیابی اور ماحولیاتی بحران پیدا کر سکتی ہیں یہ آیات بھی اس امر کی دلیل ہیں کہ اس نظام کی اساس میزان ہے، جو ہر شے کے مناسب تناسب، حد اور اعتدال کو ظاہر کرتا ہے اور انسانی تجاوز اس نظام کو بگاڑ دیتا ہے موسمیاتی تبدیلی اسی عدمِ توازن کا نتیجہ ہے یعنی کائنات میں ہر شے، چاہے وہ زمین، پانی، ہوا یا روشنی ہو، ایک مخصوص میزان میں رکھی گئی ہے انسانی تجاوز اس توازن کو متاثر کر سکتی ہے جس کا نتیجہ ماحولیاتی اور موسمیاتی مسائل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے موجودہ دور میں ماحولیاتی بحران اور موسمیاتی تبدیلی جیسے مسائل نے اس قرآنی تصور کی معنویت کو مزید نمایاں کر دیا ہے۔

زمین میں فساد اور ماحولیاتی بگاڑ

قرآن مجید کائنات کا ایک مکمل مربوط نظریہ پیش کرتا ہے، جہاں انسانی روح اور ماحول ایک ہی زندگی کا حصہ ہیں لہذا یہ فطرت کو کوئی نقصان پہنچائے بغیر انسان کو متوازن، اعتدال پسند اور ماحول دوست زندگی گزارنے کی

[1] الرحمن ۸، ۷
[2] الأنبياء ۲۴

تاکید کرتا ہے انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ قدرتی وسائل کو ضائع نہ کرے اور فطرت کے توازن کا خیال رکھے جنگلات کی کٹائی، زمین کی بے دریغ کھدائی، اور آلودگی فطرت میں خلل ڈالتی ہے مثلا اس حوالے سے قرآن پاک میں کچھ آیات ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔

قرآن زمین میں فساد پھیلانے سے صراحتاً منع کر رہا ہے۔

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا [3]

ماحولیاتی تناظر میں فساد سے مراد زمین، پانی اور فضا کو آلودہ کرنا اور حیاتیاتی تنوع کو نقصان پہنچانا ہے یہ آیت ماحولیاتی تحفظ کو ایک شرعی و اخلاقی ذمہ داری قرار دیتی ہے۔

وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ [4]

ترجمہ: اور ان کے لیے خشک زمین بھی ایک نشانی ہے، جسے ہم نے زندہ کیا اور اس سے اناج نکالا جس سے وہ کھاتے ہیں۔

یہ آیت زمین کو محض ایک جامد مادہ نہیں بلکہ ایک زندہ نظام کے طور پر پیش کرتی ہے، جس میں حیات کی صلاحیت اللہ تعالیٰ کے حکم سے پیدا ہوتی ہے بنجر زمین کا زندہ ہو جانا اس امر کی دلیل ہے کہ قدرتی نظام میں تجدید (Regeneration) اور استحکام (Sustainability) کا اصول کارفرما ہے ماحولیاتی اخلاقیات کے تناظر میں یہ انسان کو متنبہ کرتی ہے کہ وہ زمین کی اس زندگی بخش صلاحیت کو تباہ نہ کرے بلکہ اس کی بقا اور زرخیزی کا محافظ بنے۔

مزید فرمایا

وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ [5]

---

[3] الاعراف ۵۶
[4] یٰسٓ ۳۶ /۳۳
[5] سبا۳۶/۳۴

اور اس میں ہم نے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے اور ان میں چشمے جاری کیے۔

یہ آیت قدرتی وسائل کے ایک متوازن اور ہم آہنگ نظام کی طرف اشارہ کرتی ہے، جہاں زمین، نباتات اور پانی ایک دوسرے سے مربوط ہیں باغات کا ذکر حیاتیاتی تنوع کی علامت ہے، جبکہ چشموں کا جاری ہونا آبی وسائل کی اہمیت کو واضح کرتا ہے جدید ماحولیاتی علوم بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ نباتات، پانی اور زمین کا باہمی ربط ٹوٹ جائے تو ماحولیاتی نظام عدم استحکام کا شکار ہو جاتا ہے قرآن انسان کو اس ربط کو برقرار رکھنے کا اخلاقی پابند بناتا ہے۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا

لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ أَفَلَا يَشْكُرُونَ[6]

تاکہ وہ اس کے پھل کھائیں، اور یہ چیزیں ان کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی نہیں ہیں، پھر کیوں شکر نہیں کرتے۔

یہ آیت ماحولیاتی اخلاقیات کی بنیاد شکر کے تصور پر رکھتی ہے قرآن واضح کرتا ہے کہ قدرتی نعمتیں انسانی محنت کی پیداوار نہیں بلکہ اللہ کی عطا ہیں جب انسان ان نعمتوں کو اپنی ملکیت سمجھ کر بے دریغ استعمال کرتا ہے تو دراصل وہ ناشکری اور فساد کا مرتکب ہوتا ہے حقیقی شکر یہ ہے کہ انسان ان وسائل کو امانت سمجھ کر استعمال کرے، ضائع نہ کرے اور آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ رکھے اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ آیات انسان سے ماحولیاتی اخلاقیات کا بھی تقاضا کر رہی ہیں۔

ارشاد فرمایا

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِىْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ[7]

ترجمہ: خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ انکو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں۔

[6] فاطر ۳۵/۳۶
[7] الروم ۴۱/۳۰

اس آیت کریمہ میں فساد سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے انسان کو جو چیزیں، نعمتیں اور قدرتی وسائل بطور امانت بخشے وہ ان کو تباہ و برباد کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زندگی گزارنے کے جو طریقے بتلائے اور فطرت کے جو ضابطے مقرر کیے ہیں ان کی خلاف ورزی کرتا اور کائنات کے نظم و ترتیب کو بگاڑتا ہے، انسان جب بھی فطرت میں کوئی بگاڑ پیدا کرتا ہے اُس کا نقصان خود انسان ہی کو ہوتا ہے فطرت کا کچھ نقصان نہیں ہوتا مثلاً ہوا کے توازن میں بگاڑ پیدا ہو گا تو انسان کو سانس لینے میں دشواری ہو گی فطرت کے لیے کوئی دشواری نہیں ہے تو گویا ماحول کے اس نظم و توازن کا فائدہ خود انسانوں کو ہو گا اور اگر وہ اس میں بگاڑ پیدا کرے گا تو اس کے نقصانات اور مضر اثرات بھی اسی کو بھگتنے پڑیں گے، اس طرح انسان اپنی تباہی کا آپ ہی ذمہ دار ہو گا۔

ڈاکٹر سعود عالم قاسمی صاحب اس آیت کریمہ کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''فساد کا ایک عمومی مطلب تو یہ ہے کہ انسانوں نے اپنے باغیانہ خیالات اور سرکشی سے آپس میں تنازع و تصادم کر کے زمین میں فساد برپا کر لیا ہے، اس آیت کا اہم مصداق ماحول بھی ہے جس کے لیے خاص طور پر زمین کے ساتھ ساتھ بحر یعنی دریا و سمندر کا تذکرہ کیا گیا ہے، یعنی ماحول میں آلودگی فکر و خیال اور اعمال کی گندگی، بداخلاقی اور کج روی کی وجہ سے بھی ہے اور قدرت کے عطیات کے غلط استعمال اور استحصال اور ان میں انسانی کثافتوں کی آمیزش کی وجہ سے بھی ہے، ماحول کی آلودگی اسی وقت دور ہو سکتی ہے کہ انسان اپنے فکر و عمل کا قبلہ درست کرے''[8]

فساد کو روکنے میں قرآن کا حکم

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اس بگاڑ اور فساد کی روک تھام کے لیے ہدایات دی گئی ہیں، اللہ رب العزت نے ہوا، پانی، زمین، جانوروں اور نباتات کے تحفظ اور سلامتی کی اہمیت اور افادیت کو اُجاگر کیا ہے' اور انسان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر وہ اُن کے اندر کوئی بگاڑ پیدا کرے گا تو ان چیزوں کا کوئی نقصان نہ ہو گا بلکہ نقصان بذات خود انسان کو ہو گا۔

[8] قاسمی پروفیسر ڈاکٹر محمد سعود عالم، **عصر حاضر میں اسوہ رسول کی معنویت**، مکتبہ جمال لاہور، اشاعت ۲۰۰۸، ص ۴۷۔

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ[9]

ترجمہ: کیا منکروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین جڑے ہوئے تھے پھر ہم نے انھیں جدا جدا کر دیا، اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا کیا پھر بھی یقین نہیں کرتے۔

اس آیت سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہر جان دار کی زندگی کا انحصار پانی پر ہے ماحولیاتی تناظر میں بھی یہ آیت انسان کو ایک گہرا اخلاقی پیغام دیتی ہے اگر ہر جاندار کی زندگی پانی سے وابستہ ہے تو پانی کو آلودہ کرنا، ضائع کرنا یا اس پر ناجائز قبضہ کرنا دراصل زندگی کے سرچشمے کو نقصان پہنچانا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں پانی کے تحفظ پر خاص زور دیا گیا ہے، حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے بہتے دریا کے کنارے بھی وضو میں اسراف سے منع فرمایا یہ تعلیم آج کے دور میں پانی کے عالمی بحران اور آبی آلودگی کے تناظر میں غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ یَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ[10]

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آسمان کی طرف سے پانی اتارا پھر ہم نے اس (بارش) سے ہر قسم کی روئیدگی نکالی پھر ہم نے اس سے سرسبز (کھیتی) نکالی جس سے ہم اوپر تلے پیوستہ دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گابھے سے لٹکتے ہوئے گچھے اور انگوروں کے باغات اور زیتون اور انار (بھی پیدا کئے جو کئی اعتبارات سے) آپس میں ایک جیسے (لگتے)

[9] الانبیاء ۳۰/۲۱
[10] الانعام ۹۹/۶

ہیں اور (پھل، ذائقے اور تاثیرات) جداگانہ ہیں تم درخت کے پھل کی طرف دیکھو جب وہ پھل لائے اور اس کے پکنے کو (بھی دیکھو)، بیشک ان میں ایمان رکھنے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

ان آیات میں ایک وسیع موضوع کو بیان کیا گیا ہے یعنی پانی اور پودوں دونوں کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے، پانی کا پودوں اور قدرتی ماحول سے گہرا تعلق ہے پودے زمین سے پانی جذب کرتے اور عمل تبخیر کے ذریعے پتوں میں سے پانی کا اخراج ہوتا ہے یہ پانی فضا میں آبی بخارات کی شکل میں شامل ہو کر نہ صرف فضا کو صاف کرتا ہے بلکہ درجہ حرارت میں بھی کمی کا باعث بنتا ہے اس کے علاوہ پھلوں کا اہم جز پانی ہے پھل انسانی صحت کے لیے ضروری ہیں پھر درختوں کی اہمیت بتائی گئی ہے، اب درخت بھی قدرتی ماحول کا اہم حصہ ہیں جہاں درخت زیادہ ہوں گے وہاں کا درجہ حرارت کم ہو گا درخت بذاتِ خود بارش لانے میں بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں بارش فضا میں موجود آلودگی کے خاتمے کا سبب بنتی ہے بارش کا یہ پانی زمین میں جذب ہو کر چشموں کی صورت میں دوبارہ پینے کے قابل ہو جاتا ہے زمین فلٹر کا کام کرتی ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ (68) أَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ (69) لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ (70) أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ (71) أَأَنتُمْ أَنشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنشِئُونَ (72) نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذْكِرَةً وَمَتَاعًا لِّلْمُقْوِينَ (73) فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ (۷۴)[11]

ترجمہ: کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا' یہ پانی جو تم پیتے ہو کیا تم نے اسے بادل سے اتارا ہے یا ہم اتارنے والے ہیں اگر ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں پس کیوں تم شکر نہیں کرتے بھلا دیکھو تو سہی وہ آگ جو تم سلگاتے ہو کیا تم

[11] الواقعہ ۵۶/ ۶۸،۶۹،۷۰،۷۱،۷۲،۷۳،۷۴

نے اس کا درخت پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں ہم نے اسے یادگار اور مسافروں کے لیے فائدہ کی چیز بنا دیا ہے پس اپنے رب کے نام کی تسبیح کر جو بڑا عظمت والا ہے۔

اسراف، تبذیر اور جدید صارفیت

قرآنِ مجید انسانی معاشرت اور طرزِ زندگی کی ایسی جامع رہنمائی فراہم کرتا ہے جو فرد کی اخلاقی اصلاح کے ساتھ ساتھ سماجی اور ماحولیاتی توازن کو بھی یقینی بناتی ہے، انہی بنیادی اصولوں میں اسراف اور تبذیر کی ممانعت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے قرآن اسراف اور تبذیر کو محض ذاتی اخلاقی کمزوری قرار نہیں دیتا بلکہ انہیں اجتماعی فساد، معاشرتی عدمِ توازن اور ماحولیاتی بگاڑ کا سبب قرار دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن انسان کو ایک محتاط، متوازن اور ذمہ دار صارف بننے کی تعلیم دیتا ہے۔

اللہ کا ارشاد گرامی ہے

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا[12]

کھاؤ اور پیو، لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔

یہ آیت انسانی ضروریات کی نفی نہیں کرتی بلکہ انہیں اعتدال کے دائرے میں رکھنے کا حکم دیتی ہے قرآن یہ تسلیم کرتا ہے کہ کھانا پینا اور وسائل کا استعمال انسانی زندگی کی بنیادی ضرورت ہے، مگر جب یہ استعمال حد سے بڑھ جائے تو اسراف بن جاتا ہے، جو فطری وسائل کے بے جا استعمال اور بالآخر ماحولیاتی دباؤ کا باعث بنتا ہے۔ جدید دور میں خوراک کا ضیاع، پانی اور توانائی کا غیر ضروری استعمال، اور حد سے زیادہ پیداوار اسی اسراف کی عملی صورتیں ہیں۔

اسی طرح قرآن تبذیر کو اسراف سے بھی زیادہ شدید اخلاقی برائی قرار دیتا ہے ارشاد فرمایا

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ[13]

ترجمہ: بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں

[12] الاعراف ۳۱
[13] الاسرا ۲۷

یہ آیت تبذیر کو صرف معاشی غلطی نہیں بلکہ اخلاقی انحطاط کی علامت قرار دیتی ہے، تبذیر سے مراد وہ خرچ ہے جو ضرورت، مصلحت اور حکمت سے خالی ہو ماحولیاتی تناظر میں یہ غیر ضروری صارفیت، دکھاوے پر مبنی خریداری، فاسٹ فیشن، غیر پائیدار مصنوعات اور وسائل کے تیز رفتار زیاں کی صورت میں سامنے آتی ہے، جو زمین کے قدرتی نظام پر ناقابلِ تلافی دباؤ ڈالتی ہے۔

کہ قرآنِ مجید کی تعلیمات اسراف اور تبذیر کی ممانعت کے ذریعے ایک جدید سرمایہ دارانہ صارفیت کے برعکس ایسے پائیدار طرز زندگی کی بنیاد فراہم کرتی ہیں جو جدید ماحولیاتی چیلنجز کا مؤثر حل پیش کرتی ہے یہ تعلیمات انسان کو غیر ضروری خرچ سے اجتناب، وسائل کے محتاط استعمال، ماحول کے احترام اور آئندہ نسلوں کے حقوق کے تحفظ کی طرف رہنمائی کرتی ہیں یوں قرآنی ہدایات نہ صرف فرد کی اخلاقی اصلاح کرتی ہیں بلکہ ایک متوازن، منصفانہ اور ماحول دوست معاشرے کی تشکیل کا ذریعہ بنتی ہیں۔

جدید صارفیت اور ماحولیاتی اثرات

عصرِ حاضر میں سرمایہ دارانہ نظام اور جدید صارفیت نے انسان کو غیر ضروری خریداری اور فضول خرچی کی طرف مائل کیا ہے اس سے نہ صرف مالی نقصان بلکہ زمین کے وسائل کی کمی فضائی اور آبی آلودگی، ماحولیاتی توازن میں خلل، اور موسمیاتی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں قرآن کی تعلیمات اس کے برعکس ایک پائیدار طرزِ زندگی کی بنیاد فراہم کرتی ہیں، جو انسانی فلاح اور ماحولیات کے تحفظ کے لیے ناگزیر ہے۔

قرآن ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اسراف اور تبذیر صرف ذاتی نقصان کا سبب نہیں بلکہ فطرت اور معاشرت پر بھی منفی اثر ڈالتی ہے، پائیدار زندگی، وسائل کا مناسب استعمال، اور فضول خرچی سے اجتناب، نہ صرف اخلاقی فلاح بلکہ ماحولیاتی تحفظ کے لیے بھی ضروری ہیں۔

وسائل فطرت بطور امانت

قرآن فطرت کو اللہ کی نشانی اور انسان کے لیے امانت قرار دیتا ہے

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ[14]

اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز کو زندہ بنایا۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ قدرتی وسائل انسانی بقا کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کا تحفظ دینی فریضہ ہے اور اس حقیقت کی طرف اشارہ بھی کرتی ہے کہ پانی اور دیگر قدرتی وسائل انسانی بقا اور زندگی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

فطرت اور انسانی ذمہ داری

قرآن کی تعلیمات کے مطابق انسان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ فطرت میں موجود وسائل محدود اور قیمتی ہیں ان کا ضیاع یا غیر ذمہ دارانہ استعمال انسان اور ماحول دونوں کے لیے نقصان دہ ہے وسائل کی حفاظت اور صحیح استعمال دینی فریضہ ہے، کیونکہ یہ اللہ کی امانت ہیں۔

عملی مضمرات

پانی، ہوا، زمین، جنگلات اور حیاتی وسائل کا معتدل استعمال، فضلہ جات اور آلودگی سے اجتناب، زمین کی پیداوار اور حیاتی نظام کا احترام یہ اقدامات نہ صرف انسان کی بقا کے لیے ضروری ہیں بلکہ قرآن کی روشنی میں اخلاقی اور روحانی ذمہ داری بھی ہیں۔

اجتماعی ذمہ داری اور اخلاقی شعور

قرآن اجتماعی تعاون پر زور دیتا ہے

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى[15]

شکر اور قناعت جیسے اخلاقی اوصاف ماحولیاتی توازن کے قیام میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں ۔

[14] الانبیاء ۳۰
[15] المائدہ ۴

یہ آیت انسان کو یہ سبق دیتی ہے کہ معاشرتی تعاون اور اجتماعی ذمہ داری اخلاقی اور عملی فلاح کے لیے ضروری ہیں۔

اخلاقی اوصاف اور ماحولیاتی توازن

قرآن اخلاقی اوصاف جیسے شکر، قناعت، اعتدال، اور انصاف کو نہ صرف فرد کی بھلائی کے لیے بلکہ معاشرت اور ماحول کے توازن کے لیے بھی ضروری قرار دیتا ہے۔

شکر: اللہ کی عطا کردہ وسائل کے شکر کے ذریعے انسان ضائع کاری سے بچتا ہے۔

قناعت: غیر ضروری خریداری اور فضول خرچی سے بچنے میں مدد دیتی ہے۔

اعتدال: ہر عمل میں حد اور توازن قائم رکھنے کی تعلیم، جو ماحولیاتی توازن کے قیام میں اہم ہے۔

یہ اوصاف اجتماعی شعور اور ماحول کے تحفظ میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں اگر معاشرہ ان پر عمل کرے تو وسائل کی تقسیم، فضلہ کی کمی، اور قدرتی توازن کے قیام میں مدد ملتی ہے۔

سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں ماحولیاتی اخلاقیات

اسلام ہمیں ماحولیاتی اخلاقیات کی زمہ داری پر زور دیتا ہے کیونکہ انسانی بقا صحت مند ماحول کے بغیر ممکن نہیں ہے سیرت طیبہ میں ماحولیاتی تحفظ کے حوالے سے کثیر احادیث موجود ہیں جو ہماری ہر اعتبار سے رہنمائی کرتی ہیں آپ ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا ، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا ، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ ، إِلاَّ كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ[16]

[16] البخاری ،محمد بن اسماعیل ،**صحیح البخاری** ،کتاب الحرث و المزارعہ باب فضل الغرس اذا اکل منہ ، رقم الحدیث ۲۳۲۰ ،دار السلام للنشر والتوزیع الریاض،مارس ۱۹۹۰،ص۳۷۲۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیت میں بیج بوئے پھر اس میں سے پرندہ یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر به وهو يغرس غرسا، فقال: «يا أبا هريرة، ما الذي تغرس؟» قلت: غراسا لي، قال: «ألا أدلك على غراس خير لك من هذا؟» قال: بلى يا رسول الله، قال: " قل: سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر، يغرس لك بكل واحدة شجرة في الجنة[17]

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن درخت لگا رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور فرمایا ابوہریرہ! تم کیا لگا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں درخت لگا رہا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر درخت نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ آپ ضرور بتلایئے اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر'' کہا کرو تو ہر ایک کلمہ کے بدلے تمہارے لیے جنت میں ایک درخت لگایا جائے گا۔

عن عبد الله بن حبشي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قطع سدرة صوب الله راسه في النار, سئل ابو داود عن معنى هذا الحديث , فقال: هذا الحديث مختصر , يعني: من قطع سدرة في فلاة يستظل بها ابن السبيل والبهائم عبثا وظلما بغير حق يكون له فيها , صوب الله راسه في النار[18].

---

[17] القزوینی ،آبی عبداللہ محمد بن یزید الربعی ابن ماجہ ،**سنن ابن ماجہ** ،کتاب الأدب باب فضل التسبیح ،رقم الحدیث ۳۸۰۷، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض ،ص ۵۴۳۔

[18] ابی داود،سلیمان بن اشعث، **سنن ابی داود الجزء الخامس**،کتاب الادب ،باب في قطع السدر،رقم الحدیث ۵۲۳۹، دارالحدیث للطباعۃ والنشروالتوزیع بیروت لبنان،الطبعۃ اولیٰ ۱۳۹۴ھ ،ص ۴۰۴۔

ترجمہ: عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص (بلا ضرورت) بیری کا درخت کاٹے گا اللہ اسے سر کے بل جہنم میں گرادے گا ابوداؤد سے اس حدیث کا معنی و مفہوم پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ حدیث مختصر ہے پوری حدیث اس طرح ہے کہ کوئی بیری کا درخت چٹیل میدان میں ہو جس کے نیچے آکر مسافر اور جانور سایہ حاصل کرتے ہوں اور کوئی شخص آکر بلا سبب بلا ضرورت ناحق کاٹ دے (تو مسافروں اور چوپایوں کو تکلیف پہنچانے کے باعث وہ مستحق عذاب ہے) اللہ ایسے شخص کو سر کے بل جہنم میں جھونک دے گا۔

پاکیزگی وصفائی کا حکم

رسول اللہ ﷺ نے نظافت و پاکی کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے یہ احادیث نظامِ نظافت وصفائی کی اہمیت تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں اُجاگر کی جارہی ہے

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ[19]

حضرت ابومالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پاکیزگی نصف ایمان ہے۔

طہارت سے انسانی صحت اور نفسیات پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں اس کے برعکس گندگی اور آلودگی معاشرے کے اجتماعی ماحول پر بری طرح اثرانداز ہوتی ہیں جدید سائنس کے مطابق آلودہ ماحول میں رہنے والے وقتاً فوقتاً بیماریوں کا شکار رہتے ہیں مثلاً ڈائریا، ٹائیفائڈ، ٹی بی اور جلد کی بیماریاں خارش وغیرہ طہارت میں جسم کی صفائی سے لے کر گلی، محلہ اور شہر تک کی صفائی ہے ، صاف پانی، صحت وصفائی تک رسائی انسان کی صحت اور بہتری کے لیے سب سے بنیادی ضرورت ہے۔

لطافت و پاکیزگی کی اہمیت کے اظہار کیلیے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

[19] النیشاپوری،مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری،**صحیح مسلم** :کِتَابُ الطَّهَارَةِ ،بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ، رقم الحدیث۵۳۴، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض ،الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۱۹ھ ،ص ۱۱۴۔

عن صالح بن ابي حسان، قال: سمعت سعيد بن المسيب يقول إن الله طيب يحب الطيب نظيف يحب النظافة[20]

صالح بن ابی حسان کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب کو کہتے ہوئے سنا اللہ طیب (پاک) ہے اور پاکی (صفائی و ستھرائی) کو پسند کرتا ہے۔

قدرتی وسائل تلف کرنے کی ممانعت

ہم بحیثیت انسان اشرف المخلوقات یہ ذمہ داری عائد کرتی ہیں کہ وہ قدرتی وسائل کی حفاظت کی جائے جن وسائل کا استعمال ہم زمین پر کرتے ہیں مثلا پانی اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے اسکی ہی حفاظت میں آپ ﷺ کس قدر اہمیت دیتے ہیں اسکا کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔

عن ابن عمر ، قال راى رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا يتوضأ، فقال: لا تسرف، لا تسرف[21]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اسراف (فضول خرچی) نہ کرو، اسراف (فضول خرچی) نہ کرو۔

ان احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قدرتی وسائل کے استعمال میں از حد ممکن احتیاط برتنی چاہیے۔

آب و ہوا یعنی فضائی الودگی سے بچاو کا حکم

آبی آلودگی سے مراد ندی، نالوں، دریاوں، سمندروں اور زیر زمین پانی کے ذخیروں میں ایسے کیمیکل کا یا جراثوموں کا شامل ہو جانا ہے جو انسانوں اور ماحول کے لیے مضر ہو آبی آلودگی کی بہت ساری وجوہات ہیں جن میں

---

[20] الترمذی،آبی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورة ابن موسیٰ،**جامع الترمذي** ،كتاب الأدب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في النظافة،رقم الحديث ٢٧٩٩، دار السلام للنشر والتوزيع الرياض ،الطبعة الاولیٰ ١٤٢٠ھ ،ص ٦٣٠۔

[21] القزوینی ،آبی عبداللہ محمد بن یزید الربعی ابن ماجہ ،**سنن ابن ماجہ** ،ابوباب الطهارة وسننها ،باب : ما جاء في القصد في الوضوء وكراهية التعدي فيه،رقم الحديث ٤٢٤، دار السلام للنشر والتوزيع الرياض ،الطبعة الاولیٰ ١٤٢٠ھ ،ص ٦٢۔

زراعت میں استعمال ہونے والی ادویات، فیکٹریوں اور کارخانوں سے نکلنے والے زہریلے مادے ہیں جن کو براہ راست بغیر صفائی کے ندی نالوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے، گھروں سے چھوڑنے والے گندہ پانی، سمندری پانی میں شامل ہونے والا تیل، بارش کے بعد سڑکوں سے ہر طرح کے کوڑا کرکٹ جو تمام چیزوں کو اپنے ساتھ بہا کے ندی نالوں میں لے جا تا ہے اس کے علاوہ ایک بڑی مقدار میں استعمال شدہ پلاسٹک کی بنی اشیاء بھی پانی کے ذخیروں میں شامل ہو رہی ہیں کچھ عرصہ قبل حکومتی سطح پر پابندی عائد کی گئی تھی لیکن ان پھر سے بے دریغ استعمال ہو رہا ہے پانی انسانی زندگی میں جزو لاینفک کی حیثیت رکھتا ہے اسی لیے آپ ﷺ نے پانی کی طہارت پر بہت زور دیا گیا ہے۔

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِي، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْأَبِي هُرَيْرَةَ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ[22]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے، پھر یہ کہ اسی سے غسل بھی کرے ۔

اور حضرت عبداللہ ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ایک مرتبہ حضرت سعد کے پاس سے گذرے ،اس وقت وہ وضو کر رہے تھے اور ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کر رہے تھے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا یہ کیسی فضول خرچی ہے۔ حضرت سعدؓ نے پوچھا کیا وضو میں بھی فضول خرچی ہوتی ہے؟ رسول پاک ﷺ نے جواب میں فرمایا: "نعم وان كنت علي نهر جارٍ "ہاں اگرچہ تم بہتی نہر کے کنارے ہی کیوں نہ وضو کر رہے ہو۔[23] اس تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ پانی کا استعمال بھی سلیقہ سے کیا جائے اور پانی کو آلودگی سے محفوظ بھی کیا جائے اسی لیے رسول پاک میں نے پانی میں غلاظت اور کثافت پھیلانے نیز ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے سختی سے منع فرمایا۔

---

[22] النیشاپوری،مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری،**صحیح مسلم** ،کتاب الطهارة ، باب النهي عن البول في الماء الراكد، رقم الحديث ،۶۵۵، دار السلام للنشر والتوزيع الرياض ،الطبعة الاولى ۱۴۱۹ھ ،ص ۱۲۳۔

[23] القزوینی ،آبی عبداللہ محمد بن یزید الربعی ابن ماجہ ،**سنن ابن ماجہ** ،ابوباب الطهارة وسننها ،باب : ما جاء في القصد في الوضوء وكراهية التعدي فيه،رقم الحديث ۴۲۵، دار السلام للنشر والتوزيع الرياض ،الطبعة الاولى ۱۴۲۰ھ ،ص۶۲۔

جب رسول اللہ ﷺ نے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمادیا تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ دوسری غلاظتوں کو پانی میں ڈالنا رسول پاک ﷺ کے لیے کس قدر تکلیف کا باعث ہوگا۔

اسی ضمن میں حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ اپنی کتاب الفقہ الاحوط میں لکھتے ہیں:

وَ الَّذِیْنَ یَقْضُوْنَ الْحَاجَةَ فِیْ الْمَائِ الرَّاکِدِ وَ الْجَارِیْ اِلَّا الْبَحْرَ اُوْلٰٓئِکَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ یَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُوْنَ فَوَجَبَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ اَنْ یَّجْتَنِبُوْا قَبَائِحَ الْاَفْعَالِ وَ هٰذَا مِنْ اَقْبَحِ الْقَبَائِحِ وَ اِنْ لَّمْ یَجْتَنِبُوْا وَجَبَ عَلٰی حُکَّامِ الْاِسْلَامِ اَنْ یَّمْنَعُوْهُمْ وَ اِنْ لَّمْ یَمْنَعُوْهُمْ فَکُلُّهُمْ یُعَاقَبُوْنَ فِیْ الْقِیَامَةِ الْعُظْمٰی فَعَلَیْکُمْ اَیُّهَا الْمُسْلِمُوْنَ بِصِیَانَةِ الْمَائِ مِنَ الْاَنْجَاسِ لِاَنَّ بِنَائَ جَمِیْعِ الْعِبَادَاتِ عَلَی الطَّهَارَةِ وَ بِنَائَ الطَّهَارَةِ عَلَی الْمَائِ وَ مَا کَانَ التَّهَاوُنُ فِیْ ذَالِکَ الْاَمْرِ اِلَّا مِنْ ضُعْفِ الْاِیْمَانِ وَ اسْتِیْلَائِ النَّفْسِ وَ الشَّیْطَانِ.[24]

ترجمہ: جو لوگ سمندر کے سواء کسی رکے ہوئے پانی اور دریا کے سواء جاری پانی میں قضائے حاجت کرتے ہیں ان پر اللہ لعنت بھیجتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں چنانچہ مسلمانوں کے لیے برے افعال سے بچنا واجب ہے اور یہ کام تو سب سے برا فعل ہے اگر لوگ ایسا کرنے سے پرہیز نہ کریں تو اسلامی حکام کے ذمہ ان کو روکنا واجب ہے اگر اسلامی حکام بھی انکو نہ روکیں تو سب کے سب قیامت عظمیٰ کو سزا میں مبتلا کیے جائیں گے پس مسلمانو! تم پر پانی کو ناپاکیوں سے محفوظ رکھنا واجب ہے کیونکہ تمام عبادات کی بنیاد طہارت پر ہے اور طہارت کی بنیاد پانی پر ہے اور اس معاملے میں سستی ایمان کی کمزوری نیز نفس اور شیطان کے غلبے کی وجہ سے ہے۔

اب مسلمان ہونے کے ناطے سیرت طیبہ کی روشنی میں ہم پہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم ملکی و انفرادی سطح پہ پانی کی آلودگی کو کم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں ماحول کے تحفظ کے سلسلہ میں رسول پاک ﷺ کا ایک بنیادی حکم یہ ہے کہ گندگی پھیلانے سے پرہیز کیا جائے، خاص طور پر پبلک مقامات کو گندگی سے بچایا جائے، رسول اللہ ﷺ

24 نور بخش شاہ سید محمد، **الفقہ الاحوط**، باب الطہارۃ، مترجم: ابو العرفان علامہ محمد بشیرؒ، شاہ ہمدان تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف، ص ۲۴۔

نے سایہ دار درخت کے نیچے، راستہ میں اور مسجد میں گندگی پھیلانے مسجد میں تھوکنے سے بھی منع فرمایا ہمارا حال یہ ہے کہ خصوصا قربانی کے دنوں میں جانور ذبح کرنے کے بعد اسکی فضلات سڑکوں پر اور نالیوں میں بکھرے نظر آتی ہیں، گندگی پھیلتی ہے، بیماری بڑھتی ہے حکم یہ ہے کہ ان فضلات کو دفن کر دیا جائے اگر اس ہدایت پر عمل درآمد ہو تو ماحول کو آلودگی سے بچایا جاسکتا ہے نبی کریم ﷺ نے تو ایسے ایندھن کے استعمال سے بھی روکا ہے جس کا دھواں پڑوسی کے گھر میں جاتا ہو فضائی آلودگی سے بچنے کے لیے یہ حکم ایک اصول اور کلیہ کی حیثیت رکھتا اس عظیم تعلیمات کا تقاضا یہ ہے کہ ہر مسلمان اپنے ماحول کو پاک وصاف رکھنے کی فکر کرے، اپنے محلہ اور بستی میں صفائی کی مہم چلائے اور گندگی جمع نہ ہونے دے، وہ یہ بھی دیکھے کہ کہیں عدم توجہ کہ وجہ سے جراثیم کے پھیلنے اور فضا کو آلودہ کرنے کا سبب تو نہیں بن گئی ہے اس کے گھر کے باہر ایسا کوڑا تو نہیں ہے جو دوسروں کے لیے اذیت کا سبب ہے اگر ایسا ہے تو پہلی توجہ صفائی پر دینی چاہیے۔

بلاوجہ جنگلات کی کٹائی کی ممانعت

پودے، جنگلات اور باغات ماحول کو سازگار بنانے اور موسم کو معتدل رکھنے میں اہم رول ادا کرتے ہیں اور ماحول میں خوش گواری اور خوبصورتی پیدا کرتے ہیں جن علاقوں میں پودے، درخت اور باغات کثرت سے پائے جاتے ہیں وہاں انسان سکون وراحت محسوس کرتا ہے اور جہاں پیڑ پودے نہیں ہوتے وہاں انسانوں کو راحت نہیں ملتی اسی لیے سیر و تفریح کے لیے انسان ایسا مقامات کا انتخاب کرتا ہے جہاں کے مناظر دیدہ زیب اور فضا خوش گوار ہو چنانچہ ماحولیات کا تقاضا ہے کہ پیڑ پودے برباد نہ کیے جائیں ورنہ کلاوڈ برسٹ جیسی آفات کا سامنا کرنا پڑے گا رسول اللہ ﷺ نے تاکید فرمائی ہے کہ بلاضرورت پیڑوں کو نہ کاٹا جائے ہرے پیڑ انسان اور حیوانات دونوں کی راحت رسانی کرتے ہیں جب رسول پاک ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا اسی طرح میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں نہ تو یہاں پودوں کو کاٹا جائے اور نہ جانوروں کو ہلاک کیا جائے ایندھن کی لکڑیاں اور جانوروں کا چارہ اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا حتیٰ کہ آپ نے جنگ میں بھی دشمن کے درختوں کو کاٹنے سے منع فرمایا۔

پودا لگانا انسان اور دیگر جانداروں کے لیے باعث رحمت

اپنے ارد گرد ماحول کا سر سبز و شاداب کا ہونا موسم کی بہتری، انسانوں اور جانوروں دونوں کی نفع رسانی کے لیے بہت اہم ہے اس لیے رسول پاک ﷺ کا ارشاد گرامی اوپر نقل کیا تھا کہ آپ ﷺ نے پیڑ پودوں کو لگانے کی اہمیت کا احساس دلایا یعنی فرمایا جو مسلمان کوئی پیڑ لگاتا ہے یا کاشتکاری کرتا ہے اور اس پیڑ پودے سے انسان، پرندے یا جانور کھاتے ہیں تو یہ پیڑ لگانے والے کے لیے صدقہ ہے۔

اسی طرح ایک اور روایت میں شجر کاری کو رسول اللہ ﷺ نے اتنی اہمیت دی ہے کہ قیامت تک اس کام کو کرتے رہنے کی ہدایت فرمائی حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ ان قامت الساعة وبید احدکم فسیلة فمان استطاع ان لا یقوم حتی یغرسها فلیفعل [25]

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر قیامت کا وقت آجائے اور تم میں سے کسی شخص کے ہاتھ میں کھجور کا پودا ہو اور قیامت کے برپا ہونے سے پہلے وہ اسے لگا سکتا ہو تو اسے ضرور لگا دینا چاہئے۔

شجر کاری کے ذریعہ ماحول کا تحفظ کرنے کے سلسلہ میں اس سے بڑی بات نہیں کہی جاسکتی، جب کسی شخص کو اگلے لمحہ دنیا سے رخصت ہونے کا خیال آتا ہے تو وہ تعمیر و ترقی کے سارے کام بھول جاتا ہے، اور بس اپنی نجات کے لیے فکر مند ہوتا ہے، مگر رسول پاک ﷺ نے حکم دیا کہ مرتے وقت تک ماحول کو بہتر بنانے کی کوشش کرنا بھی آخرت میں سرخرو ہونے کا ذریعہ ہے یہ انقلابی تعلیم آخری رسول ہی سے انسانیت کو مل سکتی ہے۔

سیرت النبی ﷺ اور کلاؤڈ برسٹ

---

[25] البخاری، محمد بن اسماعیل ،**صحیح الأدب المفرداللامام البخاری** ،رقم الحدیث ۳۷۱،مکتبة الدلیل المملکة العربیة السعودیة الجبیل الصناعیة ،الطبعة الرابعة ۱۴۱۸،ص ۱۸۱

بحر ہند اور خلیج بنگال (Bay of Bengal) سے مون سون کی گرم ہوائیں چلتی ہیں یہ ہوائیں بھارت کی ہمالیہ خطوں جن میں اتراکھنڈ، اتر پرادیش، لداخ کشمیر، پاکستان کے میدانی علاقوں سے چلتی ہوئی شمالی علاقہ جات، کشمیر، گلگت بلتستان، خیبر پختوں خواہ کے کچھ حصے، جن میں بونیر، باجوڑ، اور مانسہرا میں پہنچ کر ان علاقوں کو متاثر کرتی ہیں اور عموما پاکستان اور بھارت جیسے خطے میں مون سون جیسی بارشوں کا سبب بنتی ہیں یہ ہوائیں گرم ہوتی ہیں جب یہ پہاڑی علاقوں میں داخل ہو جاتی ہیں تو وہاں ٹھنڈی ہواوں کے ساتھ ٹکرا جاتی ہیں جس کے نتیجے میں (condensation) یعنی نقطہ انجماد کی وجہ سے وہاں پر ایک ہی وقت میں کالے بادل بن جاتے ہیں جس کے بعد تیز ہوائیں اور ہوا میں زیادہ نمی کی مقدار ہونے کی وجہ سے یہی کالے بادل پھٹ جاتے ہیں جسے سائنسی علوم میں کلاوڈ برسٹ کہا جاتا ہے اسکی سائنٹیفک ریکارڈ یہ ہے کہ ایک گھنٹے سے کم کے دورانیے میں اگر دو سو ملی میٹر سے زائد بارش کسی خاص جغرافیائی حدود کے اندر ہو جائے تو اسے کلاوڈ برسٹ کی نشانی مانا جاتا ہے یہ اسکا سائنسی تعارف ہے

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کی روشنی میں کچھ روایات ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔

عن جعفر وهو ابن محمد ، عن عطاء بن ابي رباح ، انه سمع عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، تقول: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم " إذا كان يوم الريح والغيم، عرف ذلك في وجهه واقبل وادبر، فإذا مطرت سر به وذهب عنه ذلك، قالت عائشة: فسالته، فقال: " إني خشيت ان يكون عذابا سلط على امتي "، ويقول إذا راى المطر[26]

جعفر بن محمد نے عطاء بن ابی رباح سے روایت کی انہوں نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب آندھی یا بادل کا دن ہوتا تو آپ کے چہرہ مبارک پر اس کا اثر پہچانا جا سکتا تھا، آپ ﷺ (اضطراب کے عالم میں) کبھی آگے جاتے اور کبھی پیچھے ہٹتے، پھر جب

[26] النیشاپوری، مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، **صحیح مسلم**، کتاب صلاۃ الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤیۃ الریح والغیم والفرح بالمطر، رقم الحدیث ۲۰۸۴، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض، الطبعۃ الاولی ۱۴۱۹ھ، ص ۳۶۰۔

بارش برسنے شروع ہو جاتی تو آپ اس سے خوش ہو جاتے اور وہ (پہلی کیفیت) آپ سے دور ہو جاتی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے (ایک بار) آپ سے (اس کا سبب) پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ڈر گیا کہ یہ عذاب نہ ہو جو میری امت پر مسلط کر دیا گیا ہو اور بارش کو دیکھ لیتے تو فرماتے رحمت ہے۔

عن عائشة , ان رسول الله صلى الله عليه وسلم , كان إذا راى المطر , قال:" اللهم اجعله صيبا هنيئا[27]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بارش کو دیکھتے تو فرماتے '' اللهم اجعله صيبا هنيئ'' اے اللہ! تو اس کو جاری اور بابرکت بنا ۔

حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة , حدثنا يزيد بن المقدام بن شريح , عن ابيه المقدام , عن ابيه , ان عائشة اخبرته , ان النبي صلى الله عليه وسلم , كان إذا راى سحابا مقبلا من افق من الآفاق , ترك ما هو فيه , وإن كان في صلاته , حتى يستقبله , فيقول:" اللهم إنا نعوذ بك من شر ما ارسل به" , فإن امطر , قال:" اللهم سيبا نافعا" , مرتين او ثلاثة , وإن كشفه الله عز وجل ولم يمطر , " حمد الله" على ذلك.[28]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب آسمان کے کسی کنارے سے اٹھتے بادل کو دیکھتے تو جس کام میں مشغول ہوتے اسے چھوڑ دیتے، یہاں تک کہ اگر نماز میں (بھی) ہوتے تو بادل کی طرف چہرہ مبارک کرتے، اور یہ دعا مانگتے ''اللهم إنا نعوذ بك من شر ما أرسل به'' اے اللہ ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس چیز کے شر سے جو اس کے ساتھ بھیجی گئی ہے'' پھر اگر بارش شروع ہو جاتی تو فرماتے ''اللهم سيبا نافعا

---

[27] القزوینی ،آبی عبداللہ محمد بن یزید الربعی ابن ماجہ ،**سنن ابن ماجہ** ،ابواب الدعاء،باب ما یدعو به الرجل إذا رأی السحاب والمطر، رقم الحدیث ۳۸۹۰، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض ،الطبعۃ الاولی ۱۴۲۰ھ ص۵۵۷۔

[28] القزوینی ،آبی عبداللہ محمد بن یزید الربعی ابن ماجہ ،**سنن ابن ماجہ** ،ابواب الدعاء،باب ما یدعو به الرجل إذا رأی السحاب والمطر،رقم الحدیث ۳۸۸۹، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض ،الطبعۃ الاولی ۱۴۲۰ھ ،ص ۵۵۷۔

''اے اللہ جاری اور فائدہ دینے والا پانی عنایت فرما دو یا تین مرتبہ یہی الفاظ دہراتے اور اگر اللہ تعالیٰ بادل ہٹا دیتا اور بارش نہ ہوتی تو آپ ﷺ اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے۔

نتائج

عصرِ حاضر میں ماحولیاتی آلودگی، موسمیاتی تبدیلی، عالمی درجہ حرارت میں اضافہ، آبی وسائل کی قلت، جنگلات کی تباہی اور قدرتی آفات کی شدت انسانی بقا کے لیے ایک عالمی خطرہ بن چکی ہے زیر نظر تحقیق اس نکتے کو واضح کرتی ہے کہ قرآن حکیم ان مسائل کو محض سائنسی یا تکنیکی بحران نہیں بلکہ اخلاقی، روحانی اور تہذیبی انحراف کے تناظر میں دیکھتا ہے اس آرٹیکل میں خلافت ارضی، میزان، عدم فساد، اسراف کی ممانعت، امانت اور اجتماعی ذمہ داری جیسے قرآنی تصورات کا تجزیہ کیا گیا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اگر ان اصولوں کو جدید ماحولیاتی پالیسیوں اور سماجی رویّوں میں شامل کیا جائے تو موسمیاتی بحران کے پائیدار، منصفانہ اور اخلاقی حل ممکن ہیں اور ساتھ ہی ہمیں نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ سے بھی یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں جن چیزوں سے روکے گئے ہیں ان سے حتیٰ الامکان بچیں اور جن احکامات کی تعلیم دی ہے ان پر عمل کریں تو ہم ایک خوبصورت اور پر امن ماحول میں زندگی گزار سکتے ہیں اور موسمیاتی تبدیلیوں سے زیادہ متاثر نہیں ہونگے۔

سفارشات

- خلافت ارضی، میزان، عدم فساد، عدل، اور اجتماعی ذمہ داری جیسے اصول جدید ماحولیاتی حکمت عملی کا بنیادی حصہ ہوں۔
- پانی، توانائی، زمین، جنگلات اور حیاتیاتی وسائل کی حفاظت کو قانونی، معاشرتی اور تعلیمی سطح پر فروغ دیا جائے۔
- معاشرت میں شکر، قناعت اور اعتدال کی تعلیم دی جائے تاکہ غیر ضروری صارفیت، فضول خرچی اور ماحولیاتی دباؤ کم ہو۔
- تعلیمی نصاب میں ماحولیاتی اخلاقیات اور قرآن کی رہنمائی شامل کی جائے تاکہ ہر فرد اپنی ذمہ داری سمجھ سکے۔

- ماحولیاتی منصوبہ بندی میں کمیونٹی کی شمولیت اور اجتماعی اقدامات کو فروغ دیا جائے تاکہ وسائل کا منصفانہ استعمال اور ماحول کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے اور قانون سازی کے ذریعے جنگلات کی کٹائی اور ماحولیاتی آلودگی کو روکا جائے اور اس قانون سازی کے عمل میں متاثرہ علاقوں کے لوگوں (نوجوانوں، سکالرز، اور سول سوسائٹی) کو بھی شامل کیا جائے گلگت بلتستان اور خیبر پختونخواہ پنجاب کے متاثرہ علاقوں کو آفت زدہ قرار دے کر خصوصی توجہ دی جائے۔
- شمالی علاقہ جات اور دیگر گلیشرز والے علاقوں میں حکومتی ذمہ داراں اور بین الاقوامی تنظیموں کے لیے توجہ کی ضرورت ہے تاکہ بروقت گلیشرز کی حفاظت یقینی ہو سکے اور بڑے ڈیمز کی جگہ چھوٹے ڈیمز کی تعمیراتی عمل کو شروع کیا جائے۔
- موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات کو کم کرنے کے لیے قرآن کے اصولوں پر مبنی پالیسی اور اخلاقی فریم ورک اپنایا جائے تاکہ ترقی اور ماحولیات میں توازن قائم رہے۔
- قرآن پاک و سیرت النبی ﷺ کی تعلیمات کا معاشرت سے گہرا تعلق ہے انسان کو جتنی اپنی فکر کی تطہیر ضروری ہے اس قدر اپنے رہن سہن کے ماحول کو بھی ہر قسم کی آلودگی سے تحفظ دینا اسی لیے آپ ﷺ نے صفائی و پاکیزگی کو ایمانیات میں شامل فرما کر اسکی اہمیت کو مزید اجاگر کیا۔
- سیرت طیبہ ہمیں ماحولیاتی اخلاقیات کی زمہ داری پر زور دیتی ہے کیونکہ انسانی بقا صحت مند ماحول کے بغیر ممکن نہیں ہے ایک صحت مند ماحول کی تشکیل کے لیے رسول اللہ ﷺ نے پودے اور درخت لگانے کا حکم فرمایا کیونکہ جنگلات اور باغات ماحول کو سازگار بنانے اور موسم کو معتدل رکھنے میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔
- موسمیاتی تبدیلی سے نمٹنے اور ماحولیاتی اخلاقیات جاننے کے لیے سیرت النبی ﷺ سے رہنمائی لی جائے جس کے لیے نظام تعلیم میں خصوصی طور پر نصاب متعین کیا جائے تاکہ شروع سے ہی شعور و آگہی مہم پیدا ہو سکے۔

This work is licensed under a Creative Commons attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)